

(۳۲۱)

عبداللہ ابن عباس نے ایک امر میں آپؐ کو مشورہ دیا جو آپؐ کے نظریہ کے خلاف تھا تو آپؐ نے ان سے فرمایا:

تمہارا یہ کام ہے کہ مجھے رائے دو، اسکے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے، اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں تو تمہیں میری اطاعت لازم ہے۔

عبداللہ ابن عباس نے امیر المؤمنین علیؑ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ طلحہ اور زبیر کو کوفہ کی حکومت کا پروانہ لکھ دیجئے اور معاویہ کو شام کی ولایت پر برقرار رہنے دیجئے، یہاں تک کہ آپؐ کے قدم مضبوطی سے جم جائیں اور حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے۔ جس کے جواب میں حضرتؑ نے فرمایا کہ: میں دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا، لہذا تم اپنی بات منوانے کے بجائے میری بات کو سنو اور میری اطاعت کرو۔

☆☆☆☆☆

(۳۲۲)

وارد ہوا ہے کہ جب حضرت صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شام کی آبادی سے ہو کر گزرے، جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپؐ کے کانوں میں پڑی۔ اتنے میں حرب ابن شریبل شامی جو اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، حضرتؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے اس سے فرمایا:

کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں؟ اس رونے چلانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے؟

حرب آگے بڑھ کر حضرتؐ کے ہمرکاب ہونے درآں حالیکہ حضرتؐ سوار تھے تو آپؐ نے فرمایا:

پلٹ جاؤ! تم ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلانا والی کیلئے فتنہ اور مومن کیلئے ذلت ہے۔

(۳۲۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَرُوي أَنَّهُ لَمَّا وَرَدَ الْكُوفَةَ قَادِمًا مِنْ صَفِينٍ مَرَّ بِالشَّبَا مِييْنِ، فَسَمِعَ بُكَاءَ النِّسَاءِ عَلَى قَتْلِ صَفِينِ، وَخَرَجَ إِلَيْهِ حَرْبُ بْنُ شَرْحِبِيلِ الشَّبَامِيُّ، وَكَانَ مِنْ وُجُوهِ قَوْمِهِ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

أَتَغْلِبُكُمْ نِسَاءُكُمْ عَلَى مَا أَسْعَى؟ أَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هَذَا الرَّيْنِ؟

وَ أَقْبَلَ حَرْبٌ يَمْشِي مَعَهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاكِبًا. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِرْجِعْ، فَإِنَّ مَشْيَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِي فِتْنَةٌ لِلْوَإِي، وَمَدَلَةٌ لِلْمُؤْمِنِ.

(۳۲۳)

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہو کر گزرے تو فرمایا:  
تمہارے لئے ہلاکت و تباہی ہو! جس نے تمہیں ورغلا یا اس نے  
تمہیں فریب دیا۔

بہاگیا کہ: یا امیر المؤمنین! کس نے انہیں ورغلا یا تھا؟  
فرمایا کہ:

گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس نے  
کہ جس نے انہیں امیدوں کے فریب میں ڈالا اور گناہوں کا راستہ ان  
کیلئے کھول دیا، فتح و کامرانی کے ان سے وعدے کئے اور اس طرح  
انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔

(۳۲۴)

تہانیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو، کیونکہ جو گواہ  
ہے وہی حاکم ہے۔

(۳۲۵)

جب آپ کو محمد ابن ابی بکر (رحمہ اللہ) کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو آپ  
نے فرمایا:

ہمیں ان کے مرنے کا اتنا ہی رنج و قلق ہے جتنی دشمنوں کو اسکی خوشی  
ہے۔ بلاشبہ ان کا ایک دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کو کھو دیا۔

(۳۲۶)

وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا،  
ساٹھ برس کی ہے۔

(۳۲۷)

جس پر گناہ قابو پالے وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے  
والا حقیقتاً مغلوب ہے۔

(۳۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَدْ مَرَّ بِقَتْلِي الْخَوَارِجَ يَوْمَ التَّهْرَوَانِ:  
بُؤْسًا لَّكُمْ! لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ  
عَرَّكُمْ.

فَقِيلَ لَهُ: مَنْ عَرَّكُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟  
فَقَالَ:

الشَّيْطَانُ الْمِضْلُ، وَ الْاَنْفُسُ الْاَمَّارَةُ  
بِالسُّوءِ، عَرَّتْهُمْ بِالْاَمَانِي، وَ فَسَّحَتْ لَهُمْ  
بِالْمَعَاصِي، وَ وَعَدَتْهُمْ الْاِظْهَارَ، فَاقْتَبَحَتْ  
بِهِمُ النَّارَ.

(۳۲۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اتَّقُوا مَعَاصِيَ اللَّهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَإِنَّ  
الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ.

(۳۲۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمَّا بَلَغَهُ قَتْلُ مُحَمَّدِ بْنِ  
أَبِي بَكْرٍ:

إِنَّ حُرْنَنَا عَلَيْهِ عَلَى قَدَرِ سُورِهِمْ بِهِ،  
إِلَّا أَنَّهُمْ نَقَصُوا بَغِيضًا، وَ نَقَصْنَا حَبِيبًا.

(۳۲۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْعُمُرُ الَّذِي أَعْدَرَ اللَّهُ فِيهِ إِلَى ابْنِ آدَمَ  
سِتُّونَ سَنَةً.

(۳۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا ظَفَرَ مَنْ ظَفَرَ الْإِثْمُ بِهِ، وَ الْغَالِبُ  
بِالشَّرِّ مَغْلُوبٌ.

(۳۲۸)

خداوند عالم نے دولت مندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے، لہذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس لئے کہ دولت مند نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔

(۳۲۹)

سچا عذر پیش کرنے سے یہ زیادہ وقیع ہے کہ عذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے فرائض پر اس طرح کار بند ہونا چاہیے کہ اسے معذرت پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ معذرت میں ایک گویہ کوتاہی کی جھلک اور ذلت کی نمود ہوتی ہے، اگرچہ وہ صحیح و درست ہی کیوں نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

(۳۳۰)

اللہ کا کم سے کم حق جو تم پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے گناہوں میں مدد نہ لو۔

(۳۳۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَقَلُّ مَا يَلْزَمُكُمْ لِلَّهِ أَنْ لَا تَسْتَعِينُوا بِنِعْمِهِ عَلَى مَعَاصِيهِ.

کفرانِ نعمت و ناسپاسی کے چند درجے ہیں:

- پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان نعمت ہی کی تشخیص نہ کر سکے۔ جیسے آنکھوں کی روشنی، زبان کی گویائی، کانوں کی شنوائی اور ہاتھ پیروں کی حرکت۔
  - یہ سب اللہ کی بخشی ہوئی نعمتیں ہیں، مگر بہت سے لوگوں کو ان کے نعمت ہونے کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ ان میں شکرگزاری کا جذبہ پیدا ہو۔
  - دوسرا درجہ یہ ہے کہ نعمت کو دیکھے اور سمجھے، مگر اس کے مقابلہ میں شکر بجا نہ لائے۔
  - تیسرا درجہ یہ ہے کہ نعمت بخشنے والے کی مخالفت و نافرمانی کرے۔
  - چوتھا درجہ یہ ہے کہ اسی کی دی ہوئی نعمتوں کو اطاعت و بندگی میں صرف کرنے کے بجائے اس کی معصیت و نافرمانی میں صرف کرے۔
- یہ کفرانِ نعمت کا سب سے بڑا درجہ ہے۔

☆☆☆☆☆